

کی صفات سے متصف ہوتا ہے، پھر وہ کہیں بھی رہے اللہ تعالیٰ کی قوت و گرفت کا احساس ہمیشہ ساتھ رہتا ہے۔ اسے صوفیا کی اصطلاح میں تصوف و سلوک کہا جاتا ہے۔ تصوف و سلوک اور تزکیہ قلب دونوں ایک چیز ہے، جب دل پاک ہوگا تو خود بخود اللہ تعالیٰ کی طرف میلان بڑھے گا، خدا سے قرب دل کی صلیحت پر موقوف ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سے کسی نے پوچھا کہ یہ تصوف کیا بلا ہے؟ حضرت نے فرمایا:.....

”اس کی ابتدا ”انما الاعمال بالنیات“ (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے) سے ہے اور انتہا ”ان تعبد اللہ کانک تراه“ (اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو) پر ہے۔“

بظاہر یہ صرف دو جملے ہیں مگر تصوف و سلوک کا خلاصہ اس میں بیان کر دیا گیا ہے۔ یعنی انسان ہزار عمل کرے، اگر نیت درست نہیں ہے تو کوئی بھی عمل مفید ہیں، اس لئے تصوف کے طالب علم کو سب سے پہلے صحیح نیت کی ترغیب دی جاتی ہیں، یہاں سے اس کے سفر کا آغاز ہوتا ہے، جب نیت درست ہوگئی تو اللہ کی رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے، معرفت الہی کا یہ راستہ انسان کو اس مرتبہ تک پہنچاتا ہے کہ عبادت کرتے ہوئے معبود کو گویا وہ اپنی نظروں سے دیکھ رہا ہے، کسی کو جب یہ مقام حاصل ہو جائے تو پھر اس کی شرافت و سعادت کا کیا کہنا، تصوف کا مقصود اصلی شریعت پر چلنا ہے، شریعت کو چھوڑ کر طریقت کی کوئی حیثیت نہیں، حضرات مشائخ نے جو اصلاح نفس کے لئے کچھ تدبیریں اور طریقے تجویز کئے ہیں، یہ مقاصد نہیں، وسائل ہیں، ان کی صحبت اور نظروں میں رہ کر آدمی کامل انسان بنتا ہے، جس کا خدا نے حکم دیا ہے اور شریعت میں جو مطلوب و مقصود ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ پہلے کے مقابلے میں آج مصروفیت بڑھتی جا رہی ہیں، وقت تنگ ہو گیا ہے، لوگوں کو اتنی فرصت نہیں کہ از خود تصوف و سلوک کی راہ پر چل کر کامیابی حاصل کریں، یہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ اہل دین علماء صلحا اور اولیاء اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا جائے، ان کی رہنمائی اور قرآن و سنت کی روشنی میں دیئے گئے خطوط پر عمل آوری سے ایک شخص بہت جلد اس راہ مسافت کو طے کر سکتا ہے، جب بھی وقت ملے فرصت پا کر بزرگان دین کی مجالس سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اللہ کے ولی کا اللہ تعالیٰ سے بڑا قرب ہوتا ہے، ان کے مجاہد و ریاضت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مجالس، صحبت اور نظروں میں تاثیر رکھی ہے جو محض مطالعہ، وعظ و تقریر، مال و زریا شخصی محنت سے حاصل نہیں ہو سکتی، مشہور شاعر اکبر الہ آبادی نے اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا ہے:

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

مشہور عالم دین حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب زید مجدہ نے ایک موقع پر فرمایا:

”آج ہمارا حال مختلف ہے، اللہ والوں کی مجلس سے ہم بھاگتے ہیں، ہم جس ماحول میں رہتے ہیں وہ گناہ

و عصیان کا ماحول ہے، گرد و پیش سے عام انسان تو عام انسان ہے ”ولی“ بھی متاثر ہو جاتا ہے، سنیما اور گانوں کی

آواز، دنیا کی فحاشی یہ سب کچھ انسان کو متاثر کرتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہ کا عا د و ثمود کی ہستی سے گزر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ چھپا لیا اور صحابہ رضی اللہ عنہ کو جلدی سے گزر جانے کے لئے فرمایا۔ دیکھئے ماحول کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں میں کس قدر اہمیت کا حامل ہے، اگر اثر کا خوف نہ ہوتا تو جلدی سے کیوں گزرتے؟ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ برے ماحول سے کٹ کر اللہ والوں کی مجلس میں بیٹھو، نورانیت پیدا ہوگی اور اچھے اثرات پڑیں گے۔ (باتیں ان کی یاد ہیں گی، صفحہ ۳۵، از مولانا محمد رضوان القا می)

یہ واقعہ ہے کہ انسان جس طرح کی صحبت اختیار کرتا ہے، مزاج طبعیت، رجحان ویسے ہی بن جاتا ہے، بزرگوں کی صحبت میں اگر کوئی مکمل بزرگی اختیار نہ بھی کرے، پھر بھی کچھ دیر کے لئے ہی سہی، ضرور اس کے دل میں آخرت کی فکر پیدا ہوگی، اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی محسوس ہوگی اور دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوگا، بزرگوں کی نظر میں وہ کیسیا کی اثر ہے جو بہت جلد انسان کو متاثر کرتا ہے، گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں اور نیکوں کا رکی رفتار عمل دو چند ہو جاتی ہے۔

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب نے اس کی چار وجوہات بیان کی ہیں جو یقیناً پڑھنے کے قابل ہیں۔ ایک موقع پر فرمایا:

”اہل اللہ کی صحبت اختیار کیجئے، ان کی صحبت بابرکت سے چار وجوہوں سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ (۱)..... پہلی وجہ نقل ہے، یعنی انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے نقال واقع ہوا ہے، جب آپ اہل اللہ کی صحبت میں رہیں گے اور شب و روز ان کے طریقہ مناجات، ان کے طریقہ فریاد، ان کے آداب و اخلاق اور خدا کے حضور ان کے رونے اور گڑ گڑانے اور نالہ نم شب کو دیکھیں گے تو ممکن نہیں کہ آپ ان صفات عالیہ کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہ کریں، آپ کی نقال طبعیت یقیناً ان اعمال میں نقل کی سعی کرے گی۔ (۲)..... دوسری وجہ صحبت کی عام برکت ہے۔ اگر کوئی اہل اللہ کی صحبت میں بغیر کسی خاص ذہن و فکر کے آئے اور کوئی غرض بھی ہو وہ اس کی برکت محسوس کرے گا اور آہستہ آہستہ ان کی مقناطیسی شخصیت اپنی طرف کھینچتی رہے گی۔ (۳)..... تیسری وجہ معرفت ہے۔ یعنی ان کی صحبت سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ نفس اور شیطان سے مقابلہ کرتے ہوئے اسے کس طرح مغلوب کیا جائے؟ ان کی صحبت سے اس کا فن آتا ہے۔ نفسانی اور شیطانی مکر و فریب سے ایک انسان خوب واقف ہو جاتا ہے اور ان سے بچنے کی تدبیروں سے اچھی طرح آگاہ ہو جاتا ہے۔ (۴)..... چوتھی وجہ دعا ہے یعنی جہاں ساری امت کے لئے دعا کرتے ہیں، وہاں خصوصیت کے ساتھ اپنے متعلقین اور مریدوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ بارگاہ الہی میں ان کی مخلصانہ دعا بہر حال قبولیت کی تاثیر رکھتی ہے۔

ان چار وجوہ کے علاوہ مولانا رومؒ ایک اور وجہ بیان کرتے ہیں، وہ یہ کہ دلوں سے دلوں میں خفیہ راستے ہوتے ہیں۔ غیر مرئی طور پر اللہ والوں کے دلوں کی ایمانی طاقت ان کے ہم نشینوں پر اثر کرتی ہے اور ان کے طاقتور یقین کا نور ان کے جلسوں کے ضعیف اور کمزور یقین کو توانائی بخشتا اور نورانی دیتا ہے مگر فضا میں دونوں کے نور ایک ہوتے ہیں، ان میں کوئی علیحدگی نہیں ہوتی، اسی طرح اللہ والے کا جسم اور تمہارا جسم تو الگ الگ ہے مگر ان کے دل کا نور تمہارے ضعیف نور کو کامل کر دے گا اور درمیان میں جسم حائل نہیں ہو سکے گا۔ (باتیں ان کی یاد ہیں گی صفحہ ۱۳۸)

لیکن واضح رہے کہ کسی بھی مرشد اور اللہ کے ولی کی صحبت سے اسی وقت فائدہ ہو سکتا ہے جبکہ استفادے کی سچی تڑپ ہو، اس کے لئے ان بزرگوں کے کڑے کیلے جملے بھی سننے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کرنا ہوگا، طالب علم اگر معلم کی سخت برداشت نہ کرے تو علم حاصل نہیں ہو سکتا، تصوف کی کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے کو کسی کامل اور ماہر کے حوالے کیا، ان کی حالت ہی بدل گئی۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجددؒ جب خانقاہ تھانہ بھون میں تھے، کچھ بے اصولی کی بنا پر حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے حضرت خواجہ صاحب کو خانقاہ سے نکال دیا۔ ان کے اندر سچی تڑپ اور محبت تھی، یہ بھانک سے نکل کر فٹ پاتھ پر لیٹ گئے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ حضرت تھانویؒ نے جب آپ کو نکال دیا ہے تو اب آپ اپنے گھر چلے جائیے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ تو ان کی جگہ نہیں ہے، یہ جگہ تو سرکاری ہے، میں یہاں سے کیوں چلا جاؤں اور ایک شعر پڑھا کرتے کہ

ادھر وہ در نہ کھولیں گے ادھر میں در نہ چھوڑوں گا حکومت اپنی اپنی ہے کہیں ان کی کہیں میری

غرض کہ حضرت خواجہ صاحب پر حضرت تھانویؒ کو پھر ترس آیا کہ بیچارے کے اندر سچی طالب ہے۔ پھر چند دنوں کے بعد جب تاج خلافت لئے ہوئے خانقاہ سے نکل رہے تھے تو یوں فرماتے ہوئے گئے کہ۔

نقش بتاں مٹایا، دکھایا جمالِ حق آنکھوں کو آنکھ دل کو میرے دل بنا دیا
آہن کو سونے دل سے کیا نرم آپ نے نا آشنائے درد کو بسل بنادیا
محبوب در سے جا رہا دامن بھرے ہوئے صد شکر حق نے آپ کا سائل بنادیا

حضرت خواجہ عزیز الحسنؒ، حضرت تھانویؒ کے معتمد اور مخصوص خلفاء میں سے ہیں، انہوں نے حضرت تھانویؒ کے انتقال کے بعد تین جلدوں میں ”اشرف السوانح“ کے نام سے کتاب تصنیف کی۔ یہ کتاب حضرت تھانویؒ کی سوانح عمری ہے۔ خواجہ عزیز الحسنؒ کو سچی تڑپ تھی، اس لئے گیٹ کے باہر نکالے جانے پر بھی اپنے مرشد کا دامن نہیں چھوڑا، اگر وہ برہم ہو کر یا عزت نفس کا پاس دلچاظر رکھتے ہوئے حضرت تھانویؒ کا در چھوڑ کر چلے جاتے تو انہیں خلافت ملتی اور نہ ہی یہ اعزاز حاصل ہوتا۔

بعض لوگ یہ کہہ کر اس مسئلہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اب ایسے بزرگ کہاں جو پہلے تھے، چاہنے کے باوجود بھی اولیاء اللہ کی صحبت آج میسر نہیں، یہ سوچ سراسر شیطانی دھوکہ ہے، یاد رکھنا چاہئے کہ اولیاء اللہ اور صلحاء ہر زمانے میں ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ سورہ توبہ آیت ۱۱۹ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت دی ہے کہ ”وہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور صادقین کی صحبت اختیار کریں“، اگر سچے لوگ ہر زمانے میں پیدا نہ کئے جاسکتے تو یہ ایسا حکم ہوا جس کی تکمیل پر انسان قادر نہیں اور ایسا حکم ایک کامل حکیم کی طرف سے نہیں دیا جاسکتا، اس لئے معلوم ہوا کہ صادقین، صلحاء، اولیاء اللہ کا وجود ہر زمانے میں رہے گا، ان کو ڈھونڈنا اور سچی تڑپ کے ذریعہ ان تک پہنچنا ہماری ذمہ داری ہے۔

مولانا رومؒ نے فرمایا کہ لیلیٰ کا جب انتقال ہوا تو مجنون کو خبر نہیں ہوئی تھی، بعد میں قبرستان پہنچا تو ہر قبر کی مٹی سونگھتا پھر رہا تھا۔ لیلیٰ کی قبر کی مٹی سونگھتے ہی وہ دیوانہ وار کہنے لگا:..... ”یہی ہے، یہی ہے۔“

دیکھئے! عشق و محبت کی بنیاد پر مٹی کی بوسنگھ کر اس نے لیلیٰ کی قبر کا پتہ لگا لیا۔ اسی طرح اگر کسی کو سچی پیاس اور تلاش ہو تو اللہ والوں کے جسموں کی خوشبو سونگھ کر اللہ والوں کو پہچانا جاسکتا ہے، ہاں، اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زمانہ کے انحطاط کے ساتھ ولایت میں بھی انحطاط پیدا ہوا ہے، پہلے طالبانِ کامل تھے تو اولیاء اللہ بھی جنید بغدادی اور حسن بصری کی شکل میں تھے، جب طلبِ صادق میں کمی آئی تو ولایت کا درجہ بھی کم ہونے لگا، اس زمانہ میں اگر جنید بغدادی جیسا کوئی ولی ڈھونڈا جائے تو فضول ہوگا۔ ہمارے لئے آج جنید بغدادی وہ صلحاء ہیں جن کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، آخرت کی فکر پیدا ہو، دنیا کی محبت کم ہونے لگے اور اعمال و اخلاق درست ہونے لگے، اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ یہ اللہ والا ہے۔ اس کی صحبت سے مجھے ضرور فائدہ ہوگا اور ایسے لوگوں کی آج بھی کمی نہیں۔ بعض بزرگوں نے اولیاء اللہ کی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہو یعنی کسی کرامت کا ظہور بزرگی کے لئے لازم نہیں۔ فرائض و واجبات کے ساتھ مکمل طور پر سنت کی پابندی ولایت کو جانچنے کے لئے کافی ہے، بہر حال ولی کامل ہو یا ناقص ہم جیسے گناہگاروں کے لئے ان کی صحبت اور نظرِ کرم فائدے سے خالی نہیں، کاش! مسلمان دنیا داروں سے اپنی نگاہ اور توجہ کو پھیر کر اہل اللہ اور صلحاء کی طرف مرکوز کریں، ان کی صحبت اختیار کریں اور ان سے اصلاحی تعلق قائم کریں کہ اس کے بغیر اصلاح ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

☆.....☆.....☆

برصغیر میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اولین نقوش

مولانا حفیظہ دستاوی

الحمد للہ! جس خطہ میں ہم اہل ہند آباد ہیں وہ ایک ایسا خطہ ہے جو ابتداء آفرینش سے ہی انبیاء اور رسولوں سے وابستہ ہے جس کی برکتوں سے اسلام اس دور پر فتن میں اپنی تمام تر عنائیوں کے ساتھ مسلمانان ہند کے قلب و جگر میں آباد ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گا۔ بعض احادیث کے مطابق حضرت سیدنا و ابونا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہبوط سرزمین ہند پر ہوا اور بعض روایات کے مطابق آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سرزمین مکہ پر اتارے گئے، پھر بیت اللہ کی تعمیر کے بعد سرزمین ہند کی طرف تشریف لائے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین ہند کو ابوالبشر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدم پوی کا شرف حاصل ہے۔ صرف یہی نہیں چونکہ یہ خطہ تاریخ بشر کے آغاز ہی سے آباد ہوتا چلا آیا ہے اس لیے آدم علیہ السلام کے بعد بھی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت وقفہ وقفہ سے یہاں ہوتی رہی ہوگی، جیسا کہ سرہند کے قریب ایک دیہات میں دونیوں حضرت ابراہیم اور حضرت خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبریں آج بھی موجود ہے، یہ دونوں مذکورہ انبیاء علیہما الصلوٰۃ والسلام والد اور صاحبزادے تھے، صرف اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ نبی آخر الزماں علیہ الف تحیۃ و سلام کی بعثت کے ابتدائی مراحل ہی میں اسلام اہل ہند تک پہنچ چکا تھا جیسا کہ بعض تاریخی روایات سے معلوم ہوتا کہ ہندوستان کے شہر قنوج کا بادشاہ ”سربانک“ معجزہ شق القمر کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا، اسی طرح بعض روایات میں ہے کہ ایک اور ہندی صحابی بابارتن ہندی کی ملاقات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند احادیث کی روایت بھی ثابت ہے، آج بھی بابارتن ہندی کا مزار مشرقی پنجاب کے شہر بھنڈہ میں موجود ہے، اسی طرح ایک ہندوستانی بادشاہ کانہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ بھیجنا بھی ثابت ہے جیسا کہ محدث کبیر حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب ”المسند رک“

میں اس واقعہ کو ذکر کیا ہے۔ اسی طرح اہل سرندیپ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عقلمند، ذی شعور اور ذکی الفطرت شخص کو تعلیمات نبویہ کے مشاہدے کے لئے عرب تاجروں کے ساتھ روانہ کیا تھا، جب وہ مدینہ پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف رحلت فرما چکے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اور حضرت عمر خلیفہ منتخب ہو چکے تھے، اس شخص نے اپنے وطن لوٹ کر تعلیمات اسلامیہ کی بہت تعریف کی، اہل سرندیپ اس سے بہت متاثر ہوئے، اس کی برکتیں ہیں جو آج مالدیپ مملکت اسلامیہ کی صورت میں آباد ہے، اس طرح جنگ یمامہ کے بعد حضرت علیؓ کے حصہ میں آنے والی ایک خاتون خولہؓ سندھ حنفیہ تھی، جن کے بطن سے آپ کے ایک صاحبزادے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے، علامہ بن خلکان نے اپنی معرکہ الآراء تصنیف ”وفیات الاعیان“ میں خولہ کا ہندیہ ہونا ثابت کیا ہے، یہ تو وہ واقعات تھے جن سے بعض اہل ہند کا انفرادی طور پر اسلام میں داخل ہو کر السابقون الاولون کی فہرست میں شامل ہونے کا شرف حاصل کرنا ثابت ہوتا ہے۔

ہندوستان میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آمد: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لباس نبوت و رسالت سے آراستہ کئے جانے کے بعد چوں کہ جزیرۃ العرب کے کافر و مشرک یہود و نصاریٰ کی جانب سے شدید مخالفت کا سامنا تھا، لہذا ان لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی سعی میں مشغول رہے اور جس میں الحمد للہ آپ سو فیصد ہی نہیں بلکہ ہزار اور لاکھ فیصدی کامیاب رہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ بے مثال جدوجہد کے نتیجے میں پورا جزیرۃ العرب اسلام میں داخل ہو گیا، صرف داخل ہی نہیں بلکہ آپ کی صحبت کی برکت اور جانین کی اخلاص کی وجہ سے مکمل طور پر تعلیمات نبویہ سے سرشار ہو گئے اور ہر اعتبار سے اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈھل گئے، یہاں تک کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے انہیں اپنی رضا کا پروانہ دے دیا اور رضی اللہ عنہم و رضوانہ اور صحابہ جیسے عظیم القاب سے یاد کئے جانے لگے جو انبیاء کے بعد نبی آدم کے افضل ترین رتبہ پر فائز ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف رحلت فرما جانے کے بعد تبلیغ کو انہوں نے اپنا مشن بنائے رکھا اور یہ تہیہ کر لیا کہ پیغام حق سے پوری دنیا کو سرشار کریں گے اور الحمد للہ ہمارے صحابہ نے یہ صرف کہا نہیں بلکہ کر دکھایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے، مگر چونکہ آپ کا دور فتنہ ارتداد سے دو چار ہوا لہذا اس کی سرکوبی میں مختصر سا مگر باہرکت دور پورا ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہندوستان کی جانب توجہ کا موقع نہیں مل سکا اور رفیقِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے، رضی اللہ عنہ وارضاه۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال پر ممال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے، مگر چونکہ آپ کا دور فتنہ ارتداد سے دو چار ہوا لہذا اس کی سرکوبی میں مختصر سا مگر باہرکت دور پورا ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہندوستان کی جانب توجہ کا موقع نہیں مل سکا اور رفیقِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے، رضی اللہ عنہ وارضاه۔

خلافت پر جلوہ گر ہوئے، چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے داخلی فتنوں کو اپنی حکمت عملی اور کامیاب تدابیر سے نسیا منسیا کر دیا تھا، لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اب کسی داخلی فتنہ سے خطرہ نہ تھا، لہذا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی مکمل توجہ دین اسلام کو اقوام عالم تک پہنچانے میں صرف کی اور الحمد للہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے ہدف کو حاصل کرنے یعنی دور دور علاقوں میں اقوام عالم تک دین اسلام کو پہنچانے میں کامیاب رہے۔

سرزمین ہند پر صحابہ کے اولین نقوش: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے چار سال بعد سن ۱۵ ہجری میں حضرت عثمان بن ابوالعاص کو بحرین اور عمان کا وادی مقرر کیا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے برادر محترم حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا کمانڈر بنا کر ہندوستان کی بندرگاہ تھانہ اور بھرو چکے لئے روانہ کیا اور اپنے دوسرے بھائی مغیرہ بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو فوج دے کر، دبیل (کراچی) کے لئے روانہ کیا، مگر یہ غیر مستقل جھڑپیں تھیں، کوئی مستقل فوج کشی اور جنگ نہیں تھی، اس لئے عام تاریخ کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں ملتا، اسی طرح مکران، کرمان، رن، بلوچستان، لسبیلہ، ملات، ملتان، لاہور، بتوں، کوہاٹ اور دیگر علاقوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم! جمیعین کی مقدس جماعت کا ورود مسعود تاریخ کی بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

مؤرخ اسلامی علامہ قاضی محمد اطہر مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق سرزمین ہند کو سترہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم! جمیعین کی قدم بوسی کا شرف حاصل رہا ہے، جبکہ دورِ حاضر کے مؤرخ محمد اسحاق بھٹی کی تحقیق کے مطابق پچیس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم! جمیعین کے اقدام مبارکہ کی قدم بوسی سرزمین ہند کو حاصل ہوئی، اس طرح قاضی اطہر مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے چند تابعین کے ورود مسعود کا بھی ذکر کیا ہے۔ (خلافت راشدہ اور ہندوستان) اور محمد اسحاق بھٹی صاحب نے ۴۲ تابعین اور ۱۸ تبع تابعین کے ورود مسعود کا تذکرہ کیا ہے۔ (برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش)

اب یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان صحابہ کے نام بھی ذکر کر دیئے جائیں جن کا ورود مسعود ہندوستان کی سرزمین میں ہوا: (۱)..... حکم بن ابی العاص (۲)..... حکم بن عمرو ثعلبی غفاری (۳)..... حضرت خریث بن راشد ناجی سامی (۴)..... ربیع بن زیاد حارثی مدنی (۵)..... شان بن سلمہ ہذلی (۶)..... حضرت ہبل بن عدی خزرجی انصاری (۷)..... حضرت صحرار بن عباس عبدی (۸)..... حضرت عاصم بن عمرو تمیمی (۹)..... عبداللہ بن عبد اللہ بن عبیدان انصاری (۱۰)..... عبداللہ بن عبید اشجعی (۱۱)..... عبدالرحمن بن سمرہ قرشی (۱۲)..... عبید اللہ بن معمر قرشی تمیمی (۱۳)..... عثمان بن ابی العاص ثقفی (۱۴)..... حضرت غمیر بن عثمان بن سعد (۱۵)..... مجاشع بن مسعود سلمی (۱۶)..... حضرت مغیرہ بن ابی العاص ثقفی (۱۷)..... حضرت منذر بن جارد عبدی (رضی اللہ عنہم! جمیعین)۔

یہ ان سترہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی ہیں جن کا قاضی اطہر مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکہ لا آراء تالیف ”خلافت راشدہ اور ہندوستان“ میں تذکرہ فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت، قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جزاء خیر عطا فرمائے کہ جنہوں نے بڑی جدوجہد اور کاوشوں کے بعد، ان صحابہ کے اسماء مبارکہ کو جمع کیا۔

اس کے علاوہ اور چند اسماء مبارکہ کو، محمد اسحاق بھٹی صاحب نے اپنی تالیف لطیف ”برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش“ میں تحریر فرمایا ہے، وہ یہ ہیں: (۱۸)..... شہاب بن مخارق بن شہاب تمیمی (۱۹)..... سیر بن دسم بن ثور عجمی (۲۰)..... حکیم بن جبلة اسدی (۲۱)..... کلیب ابو اؤل (۲۲)..... مُہلب بن ابوسفرة ازدی عسکری (۲۳)..... عبداللہ بن سؤار عبدی (۲۴)..... یاسر بن سؤار عبدی (۲۵)..... عبداللہ سُؤید تمیمی (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔ ان میں بعض حضرات کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے کہ وہ صحابی ہیں یا تابعی۔

صحابہ کے بعد امت کا بہترین طبقہ، تابعین کا ہے اور الحمد للہ تابعین رحمہم اللہ بھی اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے ہندوستان کی سرزمین پر تشریف لائے۔ تو آئیے اب ان تابعین کے نام بھی معلوم کرتے چلیں:

(۱)..... حضرت ثاغر بن ذعر (۲)..... حضرت حارث بیلہانی (۳)..... حضرت حکیم بن جبلة (قاضی صاحب نے ان کو تابعی اور محمد اسحاق بھٹی صاحب نے صحابہ میں شمار کیا ہے)۔ (۴)..... حضرت حسن بن ابوالحسن یسار بصری (۵)..... حضرت سعید بن ہشام انصاری (۶)..... سعید بن کندیہ قشیری (۷)..... شہاب بن مخارق تمیمی (۸)..... صفی بن فیسل شیبانی (۹)..... نسیر بن وسم عجمی (یہ بھی مختلف فیہ ہیں)۔

محمد اسحاق بھٹی صاحب نے مزید جن تابعین کے اسماء تحریر فرمائے ہیں، وہ یہ ہیں: (۱۰)..... ابن اُسید بن اُغس (۱۱)..... ابوشبہ جوہری (۱۲)..... حاتم بن قبیصہ (۱۳)..... راشد بن عمرو الجدی (۱۴)..... زائدۃ بن عمیر طائی (۱۵)..... زیاد بن حواری عجمی (۱۶)..... ابوقیس زیاد بن ربیع قیسی بصری (۱۷)..... حکم بن عوانہ کلبی (۱۸)..... معاویہ بن قرۃ مُزنی بصری (۱۹)..... کھول بن عبداللہ سندھی (۲۰)..... عبدالرحمن بن عباس (۲۱)..... عبدالرحمن سندھی (۲۲)..... قطن بن مد رک کلابی (۲۳)..... قیس بن ثعلبہ (۲۴)..... کمس بن حسن بصری (۲۵)..... یزید بن ابوکبہ سلکسی دمشق (۲۶)..... موسیٰ سیلانی (۲۷)..... موسیٰ بن یعقوب ثقفی (۲۸)..... عبدالرحمن رندی (۲۹)..... عبدالرحمن بیلہانی (۳۰)..... عمر بن عبید اللہ قرشی تمیمی (۳۱)..... شمر بن عطیہ اسدی (۳۲)..... سعید بن اسلم کلابی (۳۳)..... حباب بن فضالہ ذہلی (۳۴)..... عبدالرحمن بن عبداللہ کواشی (۳۵)..... حارث بن مرہ عبدی (۳۶)..... ایوب بن زید ہلالی (۳۷)..... حری بن حری ہلالی (۳۸)..... عباد بن زیادہ اموی (۳۹)..... یزید بن مفرغ حمیری (۴۰)..... ربیع بن صبیح سُعدی بصری (۴۱)..... مجانہ بن سحر تمیمی (۴۲)..... عطیہ بن سعد عوفی (۴۳)..... ابوسالمہ زطی (۴۴)..... محمد بن قاسم ثقفی (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)